قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 10 اپریل 2021ء | 27 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:86

ارشاد باری تعالیٰ

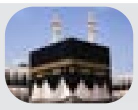

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ

(الانفال : 10)

ترجمہ:۔ (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کرلیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

فرمان خلیفہ وقت

قبولیت دعا کے واقعات

اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بڑا فضل ہے کہ ہمارے اکثر چھوٹے بڑے اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر بیتاب ہو کر، گڑگڑا کر عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا جائے اور اس سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور بعض دفعہ دعا کی قبولیت کے ایسے واقعات ہوتے ہیں جو غیروں کو بھی حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسی ناامیدی کی کیفیت ہو جاتی ہے اور کس طرح ہر طرف سے ناامید ہو جاتے ہیں اس وقت جب ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے تو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی کا باعث بنا۔ مَیں اس وقت بعض ایسے واقعات پیش کروں گا جو مختلف رپورٹس میں آتے ہیں۔ ناظر دعوت الی اللہ قادیان لکھتے ہیں کہ ضلع ہوشیارپور کے امیر نے بتایا کہ چند سال قبل ان کے گاؤں کھیڑا اچھروال میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں والے بہت پریشان تھے حتی کہ کنوئیں کا پانی بھی نچلی حد تک پہنچ گیا تھا۔ یہاں کی ہندو اکثریت نے وہاں کے معلم کو دعا کرنے کو کہا۔ مشرقی پنجاب میں معلم کو، مولوی کو 'میاں جی' کہتے ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ احمدی معلم کو دعا کے لئے کہیں گے تو ضرور بارش ہو گی۔ بہرحال ہمارے معلم نے پہلے تو ان کو اسلامی دعا کے آداب بتائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بتائیں۔ پھر دعا کروائی۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے اس معلّم کی دعا کو قبول فرمایا اور اپنے فضل سے دو تین گھنٹے کے اندر موسلادھار بارش برسادی اور اپنے سمیع الدعا ہونے کا ثبوت دیا۔ اس واقعہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے گاؤں میں اچھا اثر ہوا اور گاؤں والوں نے برملا کہا کہ احمدیوں کی دعا کی وجہ سے بارش ہوئی۔ پھر اسی طرح جزائر فجی کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ طوالوفجی کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اس کے

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- فلک پر جو عرش بریں کو ہلا دے
- قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے
- تفسیر سورۃ الفیل (از افادات تفسیر کبیر)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

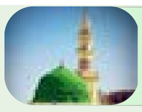

اللہ تعالیٰ ’’دعا‘‘ کا تین طرح اجر دیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ......

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ یا تو دنیا میں ہی اسے وہ چیز عطا کر دی جاتی ہے۔ یا آخرت کے لئے اس کا اجر ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ یا پھر اس دعا کی مقدار کے برابر اس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلدی کا مظاہرہ نہ کرے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جلدی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہے کہ میں نے اللہ سے دعا کی لیکن اس نے قبول نہ کی۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب نمبر 136)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

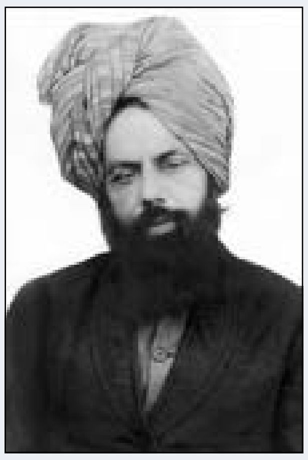

ہمارا خدا تو دُعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے

میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 340)

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دُعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 147 ایڈیشن 1988)

مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سِلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں اور اُن کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو مَیں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا اُن کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اسبات کے کوئی اُن کی تاثیر سے انکار کرسکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور رُوحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب علاج پورے طور پر میسّر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جاکر اثر کرتی ہے یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنی دعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادۂ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلۂ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سیّد صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔

(برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11، 12)

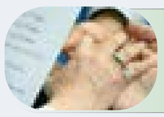

دربارِ خلافت

وہ قومیں جو سمجھتی ہیں کہ ہم محفوظ ہیں لیکن زمانے کے امام کی پیشگوئی کے مطابق وہ بھی محفوظ نہیں ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

وہ قومیں جو سمجھتی ہیں کہ ہم محفوظ ہیں لیکن زمانے کے امام کی پیشگوئی کے مطابق وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اور اگر اب بھی انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کی تو جو یہ آفات ہیں ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ، خدا تعالیٰ کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سال میں، اِس علاقے میں یعنی اِس جاپان اور فار ایسٹ (Far East) وغیرہ کے علاقے میں اور آسٹریلیا میں تین مختلف ممالک جو ہیں وہ آفات سے متاثر ہوئے ہیں۔ نیوزی لینڈ میں بھی ایک شہر کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ کہتے ہیں وہاں نیوزی لینڈ میں 1931ء میں بہت بڑا زلزلہ آیا تھا جس سے دو شہر تباہ ہو گئے تھے اور اس سال بھی جو زلزلہ آیا ہے اُس کی شدت گو 1931ء والے زلزلے سے کم تھی لیکن اس میں بھی بہت تباہی ہوئی ہے۔ ستّر ہزار لوگوں کو اپنے گھروں کی بربادی کی وجہ سے شہر چھوڑنا پڑا۔ تقریباً پچھتر فیصد تو شہر ہی تباہ ہو گیا۔

پھر آسٹریلیا میں بارشوں اور سمندری طوفان نے تباہی مچائی ہے۔ آسٹریلیا میں بھی ستّر شہر اور قصبے تباہ ہو گئے ہیں۔ پورا کوئینز لینڈ (Queensland) ہی تقریباً متاثر ہوا ہے۔ اور اس کوئینز لینڈ کا جو رقبہ ہے وہ لمبائی چوڑائی میں اتنا بڑا ہے کہ جاپان سے چار گُنا زیادہ ہے۔ پس یہ زُعم بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ہمارے پاس بہت رقبہ ہے اور ہم یہاں سے وہاں چلے جائیں گے، اِدھر سے اُدھر چلے جائیں گے۔ پھر اِن کی معیشت کو آسٹریلیا میں بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اس صوبے میں کوئلے کی بڑی کانیں ہیں جن میں سے پچاسی فیصد کو نقصان پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ دو اعشاریہ تین بلین ڈالر کا نقصان کوئلے کی کانوں کو ہوا ہے، اور کُل معیشت کو نقصان تیس بلین ڈالر کا ہوا ہے۔ پھر اس کے علاوہ وہاں کے علاقے وکٹوریہ میں طوفان آیا اور محکمہ موسمیات کے مطابق وہاں کے وکٹوریہ کی تاریخ میں یہ بدترین طوفان تھا۔ تو دنیا کی تو یہ حالت ہے اور پھر یہ زعم کہ ہم بڑے ترقی یافتہ ہیں۔ اور گزشتہ سالوں میں امریکہ میں بھی طوفان آتے رہے تو کتنوں کو انہوں نے بچا لیا۔ اُن کی بھی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ تو اِن ملکوں کے طوفانوں سے باقی ملک یہ نہ سمجھیں کہ شاید ہمارے لئے بچت ہے اور یہ علاقے ایسے ہیں جہاں طوفان آتے ہیں یا زلزلے آتے ہیں یا آفات آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو، دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور اپنی پہچان کروائے۔ اس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 251)

پس اسلام کی سچائی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہونی ہے اور آپ کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا میں قائم ہونی ہے۔ غیر قوموں سے مقابلہ کر کے اسلام کی برتری جب ثابت کرنی ہے تو اس جری اللہ کے ساتھ جُڑنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ کوئی اور تنظیم، کوئی اور جماعت اس مقصد کو حاصل نہیں کرسکتی۔ اُمّت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل پر غور کرنا چاہئے کہ کس طرح آندھی اور بارش دیکھ کر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ پس یہ دیکھیں کہ کیا ہم اس اُسوہ پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں یا کوشش کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو بڑے فکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا بے نیاز ہے۔ اُس کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ خدا صرف اُس کا ہے جو حقیقی رنگ میں حقِّ بندگی ادا کرنے والا ہے۔

پاکستان میں جو گزشتہ سال سیلاب آیا جو مُلک کی تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، جس نے سرحد سے لے کر سندھ تک تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور تجزیہ کرنے والے یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ انڈونیشیا کے سونامی سے بھی زیادہ تباہ کُن تھا۔ ابھی تک وہاں لوگ شہروں میں کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ہی اُن کی آبادکاری کی طرف حکومت کو توجہ ہے اور نہ ہی اُس مُلّاں کو جو اِن کا ہمدرد بنتا ہے، جنہوں نے ہر وقت احمدیوں کے خلاف اِن کو اُکسایا ہوا ہے۔ ملک میں مکمل طور پر افراتفری ہے۔ پھر بھی عوام کو سمجھ نہیں آرہی کہ اُن کے ساتھ یہ ہو کیا رہا ہے۔ اور زمانے کے امام کا انکار کئے چلے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سیلاب جو آیا تھا اُس میں مولوی عوام کو یہ تسلی دلا دیتا تھا اور بحث ٹی وی پر چلتی جا رہی تھی کہ یہ کوئی عذاب نہیں تھا بلکہ ابتلا تھا، اور ابتلا اللہ والوں کو آتا ہے۔ اور پھر خود ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عذاب تو اُس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور نبی کا دعویٰ موجود ہو تو چونکہ نبی کوئی نہیں ہے اس لئے یہ عذاب نہیں کہلا سکتا۔ اور جو دعویٰ ہے اُس کی طرف دیکھنے اور سننے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر بھی رحم کرے۔ چند سال پہلے ایک بدترین زلزلہ آیا تھا جس نے تباہی مچا دی تھی پھر بھی اِن کو عقل نہیں آئی کیونکہ سوچتے نہیں ہیں کہ اِن آفات کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس کے فرستادے نے کی ہے جس کے یہ انکاری ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے اقتباس میں پڑھا ہے کہ آپ نے فرمایا، ’’کچھ حوادث اور آفتیں میرے بعد ظہور میں آئیں گی‘‘۔ پس کچھ تو آنکھیں کھولو۔ اے بصیرت اور بصارت کا دعویٰ کرنے والو! کچھ تو عبرت حاصل کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو، بلکہ واضح فرمایا کہ میری پیشگوئیاں تمام دنیا کے لئے ہیں، نہ اس سے پنجاب مستثنیٰ ہے۔ اُس وقت پنجاب کی بات کرتے بقیہ صفحہ 5 پر

فلک پر جو عرشِ بریں کو ہلا دے

خدایا، سخن میں مجھے وہ نَوا دے
فلک پر جو عرشِ بریں کو ہلا دے

تو شافی ہے مولا، شفاؤں کے مالک
تو قادر ہے قدرت نمائی دکھا دے

عطا کر دے درماں تُو چارہ گروں کو
کرَم سے اِنہیں دستِ معجز نما دے

مسیحا تھے حاذق، جو بے کس ہوئے ہیں
سُجھا دے وہ نسخہ، جو خارق شفا دے

یکایک یہ بے جان ہوجائیں زندہ
الٰہی تُو ایسی وہ قُم کی ندا دے

یہ بے حال بندے جو تشنہ پڑے ہیں
تُو ہی ساقیا جامِ صحّت پلا دے

یہ بیمار و بے دَم، سبھی تیرے چاکر
نَفَس پھر سے ان کی اے باری چلا دے

پڑا ہوں جبیں فرسا، چوکھٹ پہ تیری
دعاؤں کو میری تُو سُن کی صدا دے

م مبارک محمود

اداریہ

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

قسط دوم

آج مجھے ”قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے“ کا دوسرا حصہ پیش کرنا ہے۔ اس حصہ میں ان سینکڑوں آیات اور بعض سورتوں کے حوالہ سے بتلانا ہے جن میں مختلف روحانی، نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا علاج مضمر ہے۔ اگر تمام آیات اور ایسی سورتوں کے اثرات و تاثرات کو جمع کیا جائے تو یہ ایک طویل آرٹیکل بلکہ کتاب کی صورت بن جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم شفاء دینے والی دو چیزوں یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑو۔ (سنن ابن ماجہ حدیث 3452)

سب سے پہلے تو تعوّذ یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کا ذکر کریں تو اِسے غصّہ کی دوری کا علاج قرار دیا گیا ہے۔ بُرے خواب کے شر سے بچنے کے لئے أَعُوْذُ پڑھنا بھی سنت ہے۔ (مسلم)

جہاں تک بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا تعلق ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اہم کام بِسْمِ اللّٰہِ کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (کنز العمال جلد 1 صفحہ 555)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آپ بِسْمِ اللّٰہِ کی تلاوت کرتے کرتے رو پڑے۔ حتی کہ روتے روتے گر پڑے۔ ایسا 20 دفعہ ہوا پھر مجھے فرمانے لگے کہ وہ شخص کتنا نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔ (الوفاء لابن الجوزی جلد 1 صفحہ 373)

نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے بھی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

سورۃ الفاتحہ

تمام بیماریوں میں سورۃ فاتحہ کا دم کرنے کی ہدایت ملتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ پڑھ کر جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے وہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (مسلم) اسی طرح بیان ہوا ہے کہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کی صورت میں فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔ شفا عطا ہوتی ہے۔ (بخاری) ابو داؤد کی ایک روایت کے مطابق جنون اور مرگی کی بیماری میں صبح شام تین تین بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے۔“

نیز فرمایا

”فاتحہ میں .... وہ علاج موجود ہے جو اس کے غیر میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 406)

پھر فرمایا

”فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراض روحانی کے علاج پر مشتمل ہے .... سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 399)

الغرض سورۃ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ یہ ایک بہترین جامع کامل دعا ہے جسے ہر بیماری سے شفا اور دم کرنے والی سورت کہا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہر چیز کی شفا ہے سوائے موت کے۔

(شعب الایمان جلد 2 صفحہ 449)

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کچھ صحابہ کو ایک سفر پر روانہ فرمایا۔ جہاں اس گروہ نے پڑاؤ کیا۔ وہاں سانپ نے اس قبیلہ کے سردار کو کاٹ لیا جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہونے لگی۔ اس قبیلہ کے لوگ صحابہ کے اس گروہ کے پاس علاج کی غرض سے آئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس سردار پر پھونکی جس کے نتیجہ میں اُسے صحت عطا ہوئی۔ جب آنحضور ﷺ کو اس کا علم ہوا آپ بہت خوش ہوئے۔

(بخاری کتاب الاجارہ باب مایُعطیٰ فی الرقیۃ حدیث 2276)

سورۃ فاتحہ کو سورۃ الرقیہ یعنی شفا کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”سورۃ فاتحہ شفا ہے کہ اس میں تمام ان وساوس کا رد ہے جو انسان کے دل میں دین کے بارہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ رُقْیَۃٌ ہے کہ علاوہ دم کے طور پر استعمال ہونے کے اس کی تلاوت شیطان اور اس کی ذریت کے حملوں سے انسان کو بچاتی ہے اور دل میں ایسی قوت پیدا کرتی ہے کہ شیطان کے حملے بے ضرر ہوجاتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 4)

سورۃ البقرہ

اس سورۃ کی پہلی اور آخری آیات بھی شفا کا کام کرتی ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات کو دو نور قرار دیا گیا ہے۔

(بخاری کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل الفاتحہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں وہ تسکین اور شفا دیتی ہیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد 2 صفحہ 436)

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا

”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں البقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔“

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ البقرہ حدیث 2877)

آیت الکرسی

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 256 ہے اور اس کو پڑھنے سے بندہ ہر شر اور مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ آیت الکرسی قرآن کی سردار ہے۔ جس گھر میں یہ پڑھی جائے اس سے شیطان نکل بھاگتا ہے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرہ)

بخاری کی ایک اور روایت کے مطابق رات بستر پر جانے سے قبل آیت الکرسی پڑھنے سے صبح تک شیطان پاس نہیں آتا۔

آیت الکرسی اور البقرہ کی آخری دو آیات ایسا انسان جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو پڑھے تو اس کی مصیبت سے نجات ملتی ہے۔

(عمل الیوم و اللیلۃ جلد 2 صفحہ 154)

آیت الکرسی کے ساتھ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات ملا کر پڑھنے کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جیسے سورۃ المؤمن کی ابتدائی چار آیات ھُوَالَیْہِ الْمَصِیْرُ تک آیت الکرسی کے ساتھ ملا کر اگر صبح پڑھی جائیں تو شام تک اور اگر شام کو پڑھی جائے تو صبح تک شیطانی حملوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ البقرہ و آیۃ الکرسی حدیث 2879)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں

”روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے .... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے......... اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔“

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء صفحہ 6-8)

معوذتین یا تینوں قُل

مختلف روایات میں ان قُل کے فضائل اور تاثیرات بیان ہوئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح و شام تین تین مرتبہ تینوں قُل یعنی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارنی چاہیے۔ تا شیطانی وساوس سے بچا جاسکے۔ بلکہ ابو داؤد نے آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نوٹ کیا ہے کہ پناہ مانگنے کی دعاؤں میں سے سب سے بہترین دُعا معوذتین ہیں۔ عیادت کرتے وقت بالخصوص مرض الموت یعنی جان کنی کے وقت مریض پر معوذتین (الفلق، الناس) پڑھنی چاہیے۔ حضرت عائشہؓ آنحضور ﷺ پر مرض الموت کے وقت معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کرتی رہیں (بخاری کتاب الطب باب فی المرأۃ ترقی الرجل حدیث 5751) نظر بد سے بچنے کے لئے معوذتین پڑھ کر دم کرنا بھی سنت نبوی ہے۔ (ترمذی)

یہ سورتیں پریشانی، تشویش، تنگی و قلق اور ذہنی و نفسیاتی دباؤ کو بھی دور کرتی ہیں۔

قرآن کی تلاوت کی تاثیر سے قبولِ اسلام

طفیل بن عمرو الدوسی ایک مشہور شاعر تھا۔ ایک دفعہ یہ مکہ گیا تو کفار نے اس کو آنحضور ﷺ کے قریب جانے اور آپ کی رفاقت سے دُور رہنے کے لئے بہت سبق پڑھائے حتی کہ یہ جب خانہ کعبہ میں رکھے 360 بتوں کی پرستش کے لئے گیا تو اس نے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تا آنحضور ﷺ کی کوئی آواز اس کے کانوں میں داخل نہ ہو مگر جب

اس نے آنحضور ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب ہی کھڑے نماز پڑھنے میں مشغول پایا۔ طفیل الدوسی عبادت کا یہ طریق دیکھ کر فرط مسرت سے جھوم اُٹھا اور غیر ارادی طور پر آنحضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ نماز کے بعد آپ کے پیچھے ہولیا۔ گھر میں جاکر آنحضور ﷺ نے سورۃ اخلاص اور الفلق اور ایک روایت کے مطابق الناس بھی تلاوت فرمائی۔ جس کا طفیل الدوسی کی طبیعت پر بہت اثر ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ گویا شرک کا علاج ان سورتوں سے ہوا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ 382-384)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دل پر قرآنی آیات ہی نے جادو کا سا اثر کیا تھا اور ان کا دل ایسی آیات کو سن کر پسیجا تھا جو اللہ تعالیٰ کی کبریت، جبروت، توحید اور تسبیح وتحمید پر مشتمل تھیں۔ جب کہ انہوں نے یہ آیات اپنی بہن فاطمہ کے منہ سے سنی تھیں اور بلند آواز سے بول اُٹھے تھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

(ابن ہشام جلد اول صفحہ 343-344)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی آتا ہے کہ آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ الذاریات کی کبریت والی آیات سُن کر قبول اسلام کی سعادت پائی تھی۔

(الاستیعاب جلد 1 صفحہ 573)

شاہ حبشہ نجاشی بھی حضرت رسول پاک ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیار کی زبانی سورۃ مریم اور بعض روایات میں سورۃ طٰہ کی پہلی 10 آیات کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 31 اور تفسیر الکشاف جز 6 صفحہ 305)

قرآن سُن کر شرک سے شفا پاکر اسلام قبول کرنے کے واقعات تاریخ اسلام میں بے شمار ہیں۔ مگر مضمون تمام واقعات کی تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ تاہم چند ایک مزید جیسے مشہور شاعر قیس بن الخطیم انصاری (الاصابہ جلد 5 صفحہ 557) اسعد بن زرارہ (سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 435) شاعر قیس بن عاصم (تفسیر قرطبی جلد 17 صفحہ 151) جبیر بن مطعم (مسند احمد جلد 4 صفحہ 83) یہودی طبیب ابو الخیر اور جنوں کا گروہ سورۃ رحمٰن کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔ (ترمذی کتاب التفسیر)

صحابہ کرامؓ پر قرآن سُن کر خشیت اور رقت طاری ہونا

جہاں کفار کے شرک کا علاج قرآن کریم سُن کر ہوا اور وہ مسلمان ہوئے وہاں صحابہ رسولؐ پر قرآن کریم کی تلاوت سے خشیت، رقت اور خوف الٰہی طاری ہوتا رہا جو جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دُوری کا موجب بنا۔ صحابہ میں سے آغاز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔ آپؓ کی تلاوت میں ایک درد تھا، سوز تھا۔ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کرتے تو آپؓ کی پُر تاثیر تلاوت کو سن کر بعض لوگ فریفتہ ہوجاتے اور آپ کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت سنتے۔ قریش کی ابن الدغنہ جس نے آپ کو پناہ دے رکھی تھی سے شکایت کی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے پناہ واپس کردینے کو ترجیح دی بہ نسبت تلاوت قرآن کو چھوڑ دینے کے۔ آپؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوتیں اور چہرے پر نور ہوتا۔

مشہور شاعر لبید نے شعر کہنے چھوڑ دیئے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 2 سُن کر اور اللہ کے ہو کر رہ گئے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی آیت 285 لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ پر شدید غم کی حالت طاری ہوگئی تھی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 194)

جب آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ (الحجرات 3) نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ گھر بیٹھ گئے کہ مبادا میرے بولنے سے (آپ بلند آواز تھے) میرے عمل ہی ضائع نہ ہوجائیں۔ (مسلم، کتاب الایمان) ح

خواجہ فضیل بن عیاض ڈاکو تھے بلکہ ڈاکوؤں کے سرغنہ تھے۔ آپ سورۃ الحدید کی آیت 17 ایک قافلے کی زبانی سُن کر مسلمان ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے دل میں سخت چوٹ لگی۔ جسم پر لرزا طاری ہوا۔ توبہ کی اور مکہ ہجرت کرکے اولیائے کبار میں شامل ہوئے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد 29) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا تلاوت قرآن کرنے اور سننے سے ذہنی تناؤ کم ہوتا اور دل کی تمام بیماریوں کے لئے صحت مند علاج ہے لکھا ہے کہ یہ آیت دلوں کی شفا والے مضمون کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ نفسیاتی امراض کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ (الشعراء 131)

اس کا ترجمہ ہے کہ جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو ظالموں کی طرح پکڑتے یعنی مضبوط اور زبردست بنتے ہوئے پکڑتے ہو۔

اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرمہ چشم آریہ میں بحث فرمائی ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات اور وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ کے پڑھنے سے لوگوں کے بچھوؤں اور زنبور کی نیش زنی سے محفوظ رہنے کے واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

»ڈاکٹر برنی آر نے اپنے سفر نامہ کشمیر میں پیر پنچال کی چڑھائی کی تقریب کے بیان پر بطور ایک عجیب حکایت کے لکھا ہے جو ترجمہ کتاب مذکور کے صفحہ 80 میں درج ہے کہ ایک جگہ پتھروں کے ہلانے جلانے سے ہم کو ایک بڑا سیاہ بچھو نظر پڑا جس کو ایک نوجوان مغل نے جو میری جان پہچان والوں میں سے تھا اٹھا کر اپنی مٹھی میں دبا لیا اور پھر میرے نوکر کے اور میرے ہاتھ میں دے دیا مگر اس نے ہم میں سے کسی کو بھی نہ کاٹا۔ اس نوجوان سوار نے اس کا باعث یہ بیان کیا کہ میں نے اس پر قرآن کی ایک آیت پڑھ کر پھونک دی ہے اور اسی عمل سے اکثر بچھوؤں کو پکڑ لیتا ہوں۔«

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

اس کے بعد حضور علیہ السلام خود اپنی نسبت فرماتے ہیں

راقم اس رسالہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی کے موسم میں یہ آیت قرآنی پڑھ کر وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ زنبور کو پکڑ لیتا تھا اور اس کی نیش زنی سے بکلّی محفوظ رہتا تھا۔ اور خود اس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیرات عجیبہ آیت قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جل شانہ معلوم ہوتے ہیں۔«

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مسجد اقصیٰ میں غالباً خطبہ جمعہ یا تقریر میں اس آیت کے حوالہ سے بتایا تھا کہ یہ آیت پڑھ لینے سے بھونڈ (بھڑ) کا ڈنگ اثر نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا

’’اب جو واقعہ ہے اس کو ہم نے خود بچپن میں تجربہ کرکے دیکھا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر مجھے یہ ترکیب بتائی تھی کہ اگر یہ آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ پڑھ کر بھونڈ جن کے اندر ابھی ڈنک ہوتا ہے ان کو پکڑلیا جائے تو وہ کاٹتے نہیں ہیں۔ اور میں نے بارہا ایسا کیا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بہت مرتبہ۔ کس طرح ان بھونڈوں کو پکڑا اور انہوں نے کاٹا نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے کرشمے ہیں۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے بالکل اسی طرح حقیقت ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ بارہ اپریل 2002ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ 157)۔ کچھ کھو جانے پر نعم البدل کے حصول کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے اور یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ گمشدہ چیز پر اگر صدق دل سے یہ آیت پڑھی جائے تو وہ گمشدہ چیز مل جاتی ہے یا اس کا نعم البدل مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے تو جوتی کا تسمہ ٹوٹ جانے یا گم ہوجانے پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (کنز العمال جلد 3 صفحہ 751)

جلدی اور پرانے امراض کے لئے حضرت ایوبؑ کی دُعا اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء 84) پڑھی جاتی ہے۔

بانجھ پن یا تولیدی امراض کے لئے حضرت زکریاؑ کی دُعا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیاء 90) پڑھی جاتی ہے۔

افسردگی، خوف، نامیدی میں حضرت یونسؑ کی دُعا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء 88) پڑھی جاتی ہے۔

سورۃ الانعام اور شفا

حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک بیمار پر ساری رات سورۃ الانعام کی تلاوت کی تو صبح تک اسے شفا ہوگئی۔

(الاتقان جلد 2 صفحہ 436)

سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری آیات کی روزانہ تلاوت فتنہ دجال سے انسان کو محفوظ رکھتی ہیں۔

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث 2886)

سورۃ یٰسین اگر مرنے والے کے قریب پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جان کنی آسان کردیتا ہے۔

حوالہ نہیں ملا (سبل السلام، کتاب الجنائز)

الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک دفعہ یہ سورۃ ایک مریض پر پڑھی وہ شفا پا گیا۔

پس یہ وہ قرآن کریم کی تاثیرات اور شفائیں یعنی علاج ہیں۔ جن کی

ایک جھلک اوپر پیش کی گئی ہے اور ان کو مدنظر رکھ کر رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور جہاں شفا اور علاج کا مقام آئے وہاں اللہ تعالیٰ سے اس شفا کے لئے دعائیں کرے اور اس نیکی کو اپنانے یا بدی کو ترک کرنے کا پختہ عہد بھی کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدائے قادر مطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77-78 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عرب جاہل تھے۔ خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفابخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے استاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیش رو اور تہذیب و شائستگی کے چشمے کہلائے۔ وہ خدا سے دُور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہو کر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہوگئے۔ مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرّب نسخہ موجود ہے جو اس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی۔“ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 287)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ“ آپ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر، وہی برکات اب بھی موجود ہیں“۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 630)

پس جب خدا ابھی وہی قدوس ہے تو جو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے وہ اس سے فیض پاتا ہے۔ اس کے رسول کی تاثیرات بھی قائم ہیں، اس کی کتاب کی تاثیریں بھی قائم ہیں، اِس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح و مہدی کی قوتِ قدسی کے نظارے بھی ہمیں دکھا دیئے اور دکھا رہا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 20 اپریل 2007ء، خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 164)

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

تھے کہ پنجاب میں زلزلے نہیں آئے تو آپ نے فرمایا: اس سے پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ برصغیر کا کوئی اور شہر یا علاقہ مستثنیٰ ہے۔ آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ حق جو ہے وہ چھپانے سے چھپا نہیں کرتا۔ اس لئے تم لوگ فکر کرو۔ (ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267-268)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ آپ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہ:

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اِس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اَور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی، کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہوگئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: 16)۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی اَمان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔“ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ 269-268)

پس برصغیر کے مسلمانوں کو بھی ہوش کرنی چاہئے کہ وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار بڑی شدت سے تنبیہ کی ہے اور آپ کی شدت میں بھی، تنبیہ میں بھی ایک ہمدردی کا پہلو ہے۔ اس لئے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بار بار ہمدردی کے جذبے کے تحت لوگوں کو، دنیا کو توجہ دلاتے چلے جائیں کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اپنی حالت بدلیں اور مسیح موعود کے خلاف اپنی دریدہ دہنی سے باز آئیں۔ بنگلہ دیش کے مسلمان بھی اپنی زبانوں کو لگام دیں۔ پاکستان کے مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں کہ آفات کو قریب سے دیکھ چکے ہیں۔ پس خدا کا خوف کریں۔ جزائر کے رہنے والوں پر جو آفات آئی ہیں اور جس حالت سے آجکل جاپان گزر رہا ہے اس حالت کو ہمارے لئے، سب کے لئے، دنیا کے لئے عبرت حاصل کرنے والا ہونا چاہئے۔ اللہ کرے کہ مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کے پیغام کو سمجھیں۔ اب تو علاوہ آسانی بلاؤں کے تقریباً ہر مسلمان ملک میں اپنے ہی مسائل اس قدر ہو چکے ہیں کہ ہر ایک ان مسائل میں الجھ گیا ہے۔ یہ بھی ان ملکوں کے لئے ایک ابتلا بن چکا ہے۔ عوام اور حکومت ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اس سے بڑی بدقسمتی اور اس سے بڑا المیہ اَور اُمّت کے لئے کیا ہوسکتا ہے؟ کاش کہ ان کو سمجھ آجائے کہ اُمّت کی بھلائی کے لئے جس کو خدا تعالیٰ نے بھیجنا تھا بھیج دیا۔ اب اگر عافیت چاہتے ہیں تو اسی کے دامنِ عافیت میں پناہ لیں۔ اللہ کرے۔ اللہ اِن کو توفیق دے اور سمجھ دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی مسلمان بنائے اور ہمدردی کے جذبے سے حقیقی اسلام کے پیغام کو پہنچانے والے بنیں اور دعاؤں پر پہلے سے بڑھ کر زور دینے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 18 مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ۔

(سورۃ النمل: 20)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

یہ حضرت سلیمانؑ کی نیک اعمال بجالانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی خوبصورت دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو سب سے پہلی دعا میں نے لی ہے وہ نیک اعمال بجالانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی دعا ہے۔ (یعنی مندرجہ بالا دعا) انسان نیکیوں کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بھی اس کی دی ہوئی توفیق سے ہی ملتا ہے۔ جن لوگوں کو دعاؤں کا فہم و ادراک نہیں، جن لوگوں کو خدا کی قدرتوں کا صحیح فہم نہیں وہ اگر کوئی کامیابی حاصل کر لیں تو وہ اس کو اپنی صلاحیتوں پر محمول کرتے ہیں، اپنے ہنر یا اپنی کوشش یا اپنے علم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ایک نیک بندہ ہمیشہ ہر انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے جس کی وجہ سے مجھے انعام ملا ہے اور اس پر میں تیرا شکر گزار ہوں اور اس شکر گزاری کے اظہار کے طور پر مزید تیرے آگے جھکتا ہوں، تو مجھے توفیق دے کہ ہمیشہ تیرا شکر گزار رہوں اور کبھی میرے سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو تجھے پسند نہ ہو۔ میرا شمار ہمیشہ نیکوکار لوگوں میں ہو، نیک کام کرنیوالے لوگوں میں ہو، ایسے احمدیوں میں ہو جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آجائے۔ دوسروں کو بھی توجہ پیدا ہو کہ نیکیاں کمانے کیلئے، خدا کا قرب حاصل کرنے کیلئے وہ نمونے حاصل کرنے چاہئیں، وہ طریق اختیار کرنے چاہئیں جو ایسے احمدی کے ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں کو خدا یاد آتا ہے۔ ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان اور انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونا بھی ہے اور پھر آپ کی جماعت میں شامل ہو کر ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس انعام سے بھی نوازا ہے جس کا گزشتہ پندرہ سو سال سے مسلمان انتظار کر رہے ہیں اور جس کی عدم موجودگی کی وجہ سے، جس کے مسلمانوں میں قائم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، تفرقہ پڑا ہوا ہے اور وہ آپس میں بکھرے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے پاس حکومتیں بھی ہیں، تیل کی دولت بھی ہے، دوسرے قدرتی وسائل بھی ہیں لیکن غیروں نے ان کو اپنا زیر نگیں کیا ہوا ہے۔ ہر ملک کا دوسرے ملک کے خلاف ایسا رویہ ہوتا ہے کہ جس طرح دو دشمنوں کا ہے، رنجشیں ہیں، مسلمان ملکوں میں آپس میں رنجشیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں، ہر فرقہ دوسرے فرقے کی گردنیں مارنے پر ہر وقت تیار بیٹھا ہے، ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، علماء مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں اتنی خوبصورت تعلیم دی ہوئی ہے لیکن اسکے باوجود مسلمانوں کی یہ حالت کیوں بنی ہوئی ہے؟ صرف اسلئے کہ آنے والے مسیح و مہدی کے انکاری ہیں۔ پس ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر گزار ہونا چاہئے کہ آج دنیا میں ایک احمدی کی پہچان مختلف رنگ میں ہے۔ احمدی جہاں بھی، جب بھی شرفاء میں تعارف حاصل کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم کے صحیح پہلو سامنے رکھتا ہے تو ہر جگہ اس کی عزت کی جاتی ہے۔ پس اس عزت اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر احمدی کو شکر گزار ہونا چاہئے اور یہ شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر مزید نیکیوں کی توفیق بھی دیتی ہے اور نیک اعمال پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے معیار مزید بڑھانے میں مدد دیتے ہیں اور اس طرح ایک سچے احمدی کا محور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات رہ جاتا ہے جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو نیک اعمال بجالانے اور شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء)

مرسلہ: ایم رحمٰن

از ابو سلطان

تفسیر سورۃ الفیل (از افادات تفسیر کبیر)

سورۃ الفیل مکی سورۃ ہے اور اس کی پانچ آیات ہیں۔ اس سورۃ کا قریبی ترتیب کے حوالہ سے پہلی سورۃ سے تعلق یہ ہے کہ پہلی سورۃ میں بتایا گیا تھا کہ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ (الھمزۃ 2) یعنی عیب چینیاں کرنے والے، دوسروں کو نقصان پہنچانے والے اور تکلیفیں دینے والے جو اپنے مال اور دولت پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ تباہ اور برباد کر دیئے جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کے دشمن مالدار تھے، دولتمند تھے، بڑی بڑی تجارتیں تھیں چنانچہ ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ضرور غالب آئیں گے۔ جس وقت آپ ﷺ کے غالب آنے کی اللہ تعالیٰ خبر دے رہا تھا اس وقت یہ بات بظاہر ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ لہٰذا سورۃ الھمزۃ میں جو دعویٰ اللہ نے کیا ہے اس کی دلیل اس سورۃ الفیل میں یہ بیان فرمائی ہے کہ جس اللہ نے بے سرو سامانی کے عالم میں خانہ کعبہ کو ابرہہ کے لشکر سے بچایا تھا اور بغیر کسی ظاہری سامان کے اس کی حفاظت کے سامان پیدا کئے تھے وہ اب بھی محمد ﷺ کو غالب کرے گا اور آپ کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔

دوسرا تعلق اس سورۃ کا پہلی سورۃ سے یہ ہے کہ مکہ والوں کو بتانا مقصود تھا کہ اصحاب الفیل کی تباہی کی ایک وجہ مکہ کا بچانا بھی تھا مگر اصل غرض محمد رسول اللہ ﷺ کی حفاظت تھی۔ تیسرا تعلق اس سورۃ کا پہلی سورۃ سے یہ ہے کہ لوگ اکثر یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ اگلے جہان کے عذاب سے لوگوں کو ڈرانے کا کیا فائدہ ہے؟ اسی لئے سورۃ الھمزۃ میں جس آگ میں کفار کے ڈالے جانے کا ذکر ہے اس کی عملی شکل اس سورۃ (الفیل) میں اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے کہ اصحاب الفیل کی تباہی دراصل دنیوی عذاب تھا اور جس خدا نے دنیا میں تمہیں عذاب دکھا دیا ہے تو اخروی عذاب سے تم کیونکر منہ موڑ سکتے ہو۔

خانہ کعبہ کی بنیاد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

قرآن کریم کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عالمِ علم المبداء و المعاد کا ذکر اپنی صفات رب العالمین اور مالک یوم الدین میں فرمایا ہے اور پھر پورے قرآن کریم میں اس علم کے نور کی کرنیں متعدد پیشگوئیوں اور دنیاوی حقیقتوں کے بیان کی صورت میں بکھیر دی ہیں۔ اس عالم الغیب خدا نے مکہ کی ابتداء سے حضرت محمد ﷺ کے زمانہ تک کی تاریخ بھی مختلف مواقع پر نہایت پُر حکمت انداز میں پیش فرمائی ہے چنانچہ خانہ کعبہ کا اول ترین نام بکۃ بیان فرماتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے کی گئیں دعاؤں کو نہایت دلکش انداز میں پیش فرماتا ہے جہاں آپ نے یہ دعا کی کہ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (البقرۃ 130) اور ساتھ ہی یہ بھی دعا کی کہ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ (اِبراہیم: 36) پس اس دعا کی قبولیت کے آثار فوراً ہی شروع ہو گئے جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں صرف اللہ کے سہارے چھوڑا تو ایک طرف آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے جرہم قبیلے کی آباد کاری کے سامان پیدا کئے جو یمن سے تجارت کی غرض سے یہاں سے گذرتے تھے اور پانی میسر آنے پر یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ حضرت اسماعیلؑ جن کو حضرت ابراہیمؑ اس وادی میں بے سرو سامان چھوڑ گئے تھے خدا نے نہ صرف ان کی زندگی کے سامان پیدا کئے بلکہ اسی قبیلہ جرہم کی ایک لڑکی سے انکی شادی ہوئی اور خدا نے اس ایک جان کو بچا کر آئندہ نسلوں کی بنیاد بھی رکھ دی جن میں اس عظیم وجود نے پیدا ہونا تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کی متذکرہ بالا دعا کا مصداق بننا تھا یعنی حضرت محمد ﷺ۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں آپ ﷺ کے وجود بابرکت سے بیک وقت پوری ہوئیں۔ اول یہ کہ میری نسل سے اس عظیم الشان وجود (محمد ﷺ) کو پیدا فرما، دوم یہ کہ اس خانہ کعبہ کو امن کا گہوارہ بنا دے اور اس کی حفاظت فرما۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا سے قریباً 2200 سال بعد تک کسی کو اس خانہ کعبہ پر حملہ کا خیال نہ آیا اور وہ محفوظ چلا آیا اور مستند ترین روایت کے مطابق جس سال حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے اسی سال بلکہ آپ کی پیدائش سے صرف 50 دن قبل ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسے عبرت ناک سزا دی۔ پس آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتھ ہی خانہ کعبہ پر حملہ ہونا اور دشمن کا نیست و نابود کیا جانا محض اتفاق نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دونوں دعائیں یعنی آپ کی ذریت سے اس عظیم الشان وجود کا پیدا ہونا اور خانہ کعبہ کی حفاظت کا سامان بغیر کسی ظاہری ساز و سامان کے ہونا دربارِ ایزدی میں شرفِ قبولیت پا گئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ہر سورۃ سے قبل نازل ہونا

1۔ بسم اللہ ہر سورۃ کے مضامین کھولنے کی کنجی ہے۔

2۔ قرآن کریم کی ہر سورۃ میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہوتی ہے جو غیر معمولی ہو مثلاً عقیدہ کے لحاظ سے، یا پیشگوئیوں کے لحاظ سے، یا تاریخ کے لحاظ سے یا دنیوی قانون کے لحاظ سے۔ اس لئے ہر سورۃ کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام سے ہے تا کہ اس کی سند ہر مضمون کے بیان کے ساتھ رہے۔

3۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر سورۃ سے پہلے اپنے آپ کو بطور گواہ کے پیش کرتا ہے۔ پس قرآن کریم کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ ہر ٹکڑا سے پہلے بسم اللہ نازل کر کے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ اس کا ہر ٹکڑا میری طرف سے ہے اور یوں قرآن کریم کے ہر ٹکڑے پر مہر لگا دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں توکل علی اللہ کی تفسیر اور تین زمانوں کا ذکر

اس چھوٹی سی آیت میں تینوں زمانوں کی حکومت اور سلطنت اللہ تعالیٰ کی پیش کی گئی ہے۔ جیسا کہ بسم اللہ میں فرماتا ہے کہ حال اللہ کا ہے۔ یعنی جس زمانہ میں ہوں اور جو کام بھی کرنا چاہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جس کے قبضۂ تصرف میں حال کا زمانہ ہے۔ پھر الرحمٰن کے لفظ میں ماضی کی حکومت اور سلطنت اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی گئی ہے۔ رحمانیت میں آسمان کی پیدائش، پانی، زمین کی پیدائش، خود انسان کا اپنا جسم اور اسکے قویٰ، جمادات اور نباتات وغیرہ شامل ہیں۔ اور رحمانیت کے وسیع تر معانی میں یہ بات داخل ہے کہ دنیا کی ہر چیز فائدہ مند ہے کیوں کہ رحمانیت کسی کو فائدہ پہنچانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ پھر آخر پر الرحیم رکھ کر بتایا کہ اللہ ہی کہ تصرف میں مستقبل کا زمانہ ہے کیونکہ رحیم کا معانی ہے ایسی ذات جو سچی کوشش کا بہترین اور بار بار نتیجہ خیز بدلہ دیتا ہے۔ اس لئے رحیم کا لفظ مستقبل کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ یوں اس چھوٹی سی آیت میں ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کی بادشاہی اور سلطنت اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی گئی ہے۔ (الفیل 2)

یہاں آنحضرت ﷺ کو نہایت پر حکمت انداز میں مخاطب کے ضمائر استعمال کر کے مخاطب کیا گیا ہے الم تر میں فرمایا کیا تو نے دیکھا نہیں۔ پھر فرمایا رَبُّکَ تیرے رب نے، رب الکعبۃ نہیں فرمایا۔ پس اس سورۃ کا مرکزی نقطہ آپ ﷺ کے گرد ہی گھومتا ہے اور دراصل یہ بتایا گیا ہے کہ اصحاب الفیل کے حملہ سے خانہ کعبہ کو آپ ﷺ کے وجود کی خاطر بچایا گیا ہے جو مقصودِ کعبہ ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے مطابق موعود نبی کی بعثت کی وجہ سے۔ پھر کیف کا لفظ رکھ کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ غور کرو کہ اللہ نے کن غیر معمولی حالات میں خانہ کعبہ کے سامان پیدا کئے تھے اور اب جبکہ آپ ﷺ جو مقصودِ کعبہ ہیں ان کی حفاظت کے بھی غیر معمولی سامان بہم پہنچائے جائیں گے اور وہ لازماً اپنے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔

واقعہ اصحاب الفیل اور آنحضرت ﷺ کا باہمی تعلق

(1) سورۃ البقرۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے جس نبی کی بعثت کی دعائیں کی تھیں ان دعاؤں کی قبولیت آپ ﷺ کی ذات بابرکت کی صورت میں ظاہر ہونی تھی اس لئے مکہ والوں کو ایک مثالی قوم بنانے کے لئے آپ ﷺ نے تشریف لانا تھا۔ جس کے لئے آپ ﷺ کا بنی اسماعیلی ہونا اور مکہ کا باشندہ ہونا ضروری تھا۔ (وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ میں ان دونوں امور کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے)۔

(2) اگر مکہ تباہ ہو جاتا تو یہاں کے باشندے کیونکر یہاں رہتے اور یہ پیشگوئی پوری ہونے کے سامان کیونکر پیدا ہو سکتے تھے۔

(3) مکہ والے جو اس گھر کو اللہ کا گھر قرار دیتے اور اس کا حج اور طواف کرتے تھے، تو اگر اصحاب الفیل کو تباہ نہ کیا جاتا تو اس گھر کا احترام باقی نہ رہتا۔

(4) پس خانہ کعبہ کو آنے والے موعود (محمد ﷺ) کے ظاہر ہونے اور فاتحانہ شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا چہرہ دنیا کو دکھانے کے لئے محفوظ رکھا گیا۔

لفظ اصحاب الفیل کے استعمال کی حکمت

اَصۡحٰبُ الۡفِیۡلِ کہہ کر اس نکتہ کو بیان فرمایا ہے کہ تیرے رب نے تیری خاطر صرف ابرہہ یا یمن کے بادشاہ کو شکست نہیں دی بلکہ ان کے پیچھے جو یمن کی طاقت تھی وہ بھی تباہ کر دی (کیونکہ ہاتھی لانے کا مقصد بھی ابرہہ کا طاقت کا گھمنڈ ظاہر کرنا اور اہلِ مکہ پر رعب ڈالنا تھا)۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یمن کی حکومت آئندہ پھر مکہ کے تباہ کرنے کے لئے لشکر بھیجتی رہتی مگر تاریخ گواہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد کسی کو خانہ کعبہ پر حملہ کی جرات نہ ہوئی۔ بعد ازاں نجاشی کی حکومت حبشہ میں تو قائم رہی مگر یمن جہاں انکا اصل اڈہ تھا وہاں ایران قابض ہو گیا اور مکہ پر دوبارہ حملہ کا خیال بھی انکو کبھی پیدا نہ ہوا۔

واقعہ اصحاب الفیل کا تاریخی پس منظر

(یمن کے حالات اور ابرہہ کا یمن کا حاکم مقرر ہونا)

(1) یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے سال کا ہے۔

(2) واقعہ اصحاب الفیل سے کچھ عرصہ قبل یمن پر حمیر (ایک عرب قوم) کی حکومت تھی۔ حمیری بادشاہ یہودی ہونے یا مشرک ہونے کی وجہ سے عیسائیوں

کے سخت خلاف تھا۔حمیری بادشاہ نے ایک دفعہ اپنے ملک کے 20,000 عیسائیوں کو خندق کھدواکر زندہ جلا دیا تھا۔ اس وقت عیسائیوں کا دارومدار رومی حکومت پر تھا۔ چنانچہ عیسائیوں نے یمن سے بھاگ کر قیصر روم کے پاس پناہ لی اور اس سے عیسائیوں کے اس قتلِ عام کا بدلہ لینے کی درخواست کی۔

(3) قیصر روم کے حکم پر حبشہ کے بادشاہ (اصحمہ بن بحر- یہ ہجرت حبشہ کے وقت مسلمانوں کو پناہ دینے والا نجاشی ہی ہے) کو خط لکھا کہ دوس ثعلبان کی مدد کرو۔ چنانچہ حبشہ کے بادشاہ نے اپنے دو جرنیلوں ارياط اور ابرہہ کو لشکر دے کر یمن پر حملہ کا حکم دیا۔

(4) یمن پر نجاشی کے سپہ سالاروں کا حملہ ہوا اور رومی حکومت کے دو جرنیل ارياط اور ابرہہ یمن پر قابض ہوگئے۔ دونوں جرنیلوں کے درمیان کچھ عرصہ کے بعد اختلاف پیدا ہوا اور تو آپس میں جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ ابھی ایک دوسرے کے خلاف لشکر صف آراء ہوئے ہی تھے کہ دونوں نے آپس کے نزاع کو حل کرنے کے لئے لشکروں کی مٹھ بھیڑ کی بجائے باہم ایک دوسرے سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس شرط پر کہ جیتنے والا یمن کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالے گا۔ ابرہہ کو کاری ضرب لگی مگر اس کے ایک غلام نے جو اس سے محبت رکھتا تھا اس کی ایسی حالت دیکھی تو ارياط پر ایسا وار کیا کہ وہ جانبر نہ ہوسکا۔ ابرہہ کے زخم کچھ دنوں میں اچھے ہوگئے اور یوں یمن پر ابرہہ کی حکومت قائم ہوگئی۔

(5) نجاشی (بادشاہِ حبشہ) کو جب خبر ملی کہ اس کے دو جرنیل باہم لڑے ہیں اور ایک نے دوسرے کی جان لے لی ہے تو اس نے قسم کھائی کہ اس بغاوت پر وہ ابرہہ کی پیشانی کے بال کاٹے گا اور اسکے ملک کو اپنے پاؤں تلے روندے گا۔ جب ابرہہ کو نجاشی کی اس قسم کا پتہ چلا تو کمال ہوشیاری سے اس نے اپنی پیشانی کے بال کٹوائے اور ایک بوری میں اپنے علاقہ کی مٹی لے کر نجاشی کو بھجوائی اور یہ پیغام دیا کہ یہ لڑائی جو ابرہہ اور ارياط کے درمیان ہوئی تھی یہ باہم اس فیصلہ کی بنیاد پر تھی کہ جو بھی مارا جائے تو دوسرا حکومت کرے اور یہ فیصلہ قطعاً رومی حکومت کے خلاف نہ تھا۔ پس مجھ سے درگزر کیا جائے اور میری پیشانی کے بال کھینچ کر اور میرے ملک کی مٹی اپنے پاؤں تلے روند کر اپنی قسم پوری کر لیں۔ نجاشی کے حلیم الطبع ہونے کا ذکر کئی تاریخی کتب میں آیا ہے چنانچہ ابرہہ کی اس وضاحت اور اپنی پیشانی کے بال اور مٹی بھجوانے کے بعد نجاشی کے پاس ابرہہ کو معاف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

(6) اس طرح ابرہہ کو یمن کا حاکم مقرر کر دیا گیا اور جب ابرہہ کو یہ خبر ملی تو اس نے اس خوشی میں کہ بادشاہ نے اس کو معاف کر دیا تھا یہ منت مانی کہ وہ ایک بڑا بھاری گرجا تعمیر کرے گا کہ اس کی نظیر پاس کے ممالک میں بھی نہ ملے۔ چنانچہ ابرہہ نے ایک عظیم الشان قلعہ قلیس نامی تعمیر کیا یعنی ایسی عمارت جس کو دیکھنے کے لئے اٹھنے والی نظر کے باعث سر سے ٹوپی گر جائے۔

(7) قلیس گرجا کی تعمیر کے بعد ابرہہ نے اس کی عظمت عربوں میں قائم کرنے کے لئے بعض عرب رؤساء کو بلا کر رشوتیں دیں (جن میں محمد بن خزاعی بالخصوص شامل ہے) کہ عربوں کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر اس گرجا کی زیارت کے لئے ہر سال آیا کریں۔

(8) اب ہم اس واقعہ کے اہم ترین حصہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک طرف ابرہہ نے گرجا تعمیر کیا اور عرب جو خانہ کعبہ کی وجہ سے پہلے سے ہی متحد تھے ان کے اتحاد کو توڑنے کے لئے گرجا کی زیارت اور اہمیت کو ان کے دلوں میں پیدا کرنا چاہا۔ دوسری طرف عربوں میں اس وقت حضرت ابراہیم کی دعاؤں کے طفیل) وہ نبی (جس کی پیشگوئیاں تھیں اس کی آمد کی خبریں گردش کرنے لگیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عرب کثرت سے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنے لگے تھے کیونکہ آنے والے کا نام محمد صحف سابقہ جیسے برنباس کی انجیل میں موجود تھا۔ تیسری طرف یہود میں بھی استثناء 18/18 کی پیشگوئیوں کے مطابق فاران کے پہاڑوں پر 'وہ نبی' کی آمد کا انتظار ان کو اس قدر بے چین کرنے لگا کہ بعض یہود قبائل مدینہ کے گرد و نواح میں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔

(9) ابرہہ نے محمد بن خزاعی نامی ایک شخص کو اہلِ عرب کو تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا کہ عربوں کو گرجا کی طرف لائے اور خانہ کعبہ کے خیال سے ان کو ہٹائے۔ عرب رؤساء نے اس بات پر اس کو قتل کر دیا اور ابرہہ کو پتہ چلا کہ اس کے ایلچی کو قتل کر دیا گیا ہے تو اس کو شدید غصہ آیا۔ یہ پہلی وجہ تھی کہ ابرہہ کو خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کا خیال آیا۔ دوسری وجہ روایات میں جو کثرت سے بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک عام عرب نے خانہ کعبہ کی عزت کے خیال میں قلیس نامی گرجا میں عین عبادت کی جگہ پر پاخانہ پھر دیا۔ اس حرکت سے بھی ابرہہ کو عربوں اور بالخصوص خانہ کعبہ کو گرانے کا خیال پیدا ہوا۔ تیسری وجہ جو نسبتاً کمزور روایات میں بتائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اتفاق سے عرب کے کچھ نوجوان جو تجارت کے لئے یمن کے پاس سے گزر رہے تھے انہوں نے اس گرجا کے قریب رات کو قیام کیا اور پھر سردی سے بچنے کے لئے آگ جلائی۔ رات کو تیز ہوا نے آگ کی لپٹیں گرجا کی دیوار تک پہنچا دیں اور قیمتی لکڑی سے مزین اور مسجع ہونے کے باعث گرجا کی لکڑی کو آگ لگ گئی اور یہ ابرہہ کے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کی تیسری وجہ روایات میں بیان کی جاتی ہے۔

(10) یہاں یہ بات بیان کر دینا ضروری ہے کہ ان تینوں روایات کو سامنے رکھتے ہوئے عدل و انصاف کے کسی تقاضے کے تحت بھی ابرہہ کو خانہ کعبہ کو گرانے کی اجازت نہیں ہوسکتی تھی۔ اول تو ان تینوں روایات میں عربوں پر حملہ کا جواز تو نکل سکتا ہے مگر خانہ کعبہ کی تعظیم اور عبادت کا مرکز ہونے کے حوالہ سے اس کو بنیادوں سے گرانے کا جواز بہر حال نہیں نکل سکتا۔

ابرہہ کا حملہ

(11) ابرہہ نے اپنے غصہ کی وجہ سے ایک بڑا لشکر جمع کیا اور عربوں پر رعب ڈالنے کے لئے ہاتھی بھی ساتھ لے لئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابرہہ کے ہاتھی کا نام محمود تھا اور ان کی تعداد آٹھ سے بارہ بتائی جاتی ہے۔ ہاتھیوں کو ساتھ لینے کا مقصد یہ تھا کہ زنجیروں کے ساتھ خانہ کعبہ کو باندھ کر ہاتھیوں کو مخالف سمت میں دوڑایا جائے اور آن کی آن میں خانہ کعبہ کو بنیادوں سے اکھیڑ دیا جائے۔ یمن سے خانہ کعبہ تک حملہ کرنے کی صورت میں ابرہہ کے لشکر کو تین جگہوں پر لڑائی کا امکان ہوسکتا تھا۔ عملاً صرف دو جگہوں پر لڑائی ہوئی اور مکہ کے سردار حضرت عبد المطلب نے ابرہہ سے ملنے کے بعد پہلے ہی فیصلہ کرلیا کہ اہلِ مکہ ابرہہ کے لشکر کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ یمن میں پہلی لڑائی صنعاء کے مقام پر ہوئی اور ان کا لیڈر ذونفر حمیری قید ہوا جو سابقہ حمیری شاہی خاندان کا باشندہ تھا۔ دوسرا معرکہ خشم کے مقام پر پیش آیا جہاں کے عرب قبائل نے اکٹھے ہوکر ابرہہ کا مقابلہ کیا مگر اس کی منظم اور پر شوکت فوج کے سامنے ڈھیر ہوگئے۔ خشم طائف اور یمن کے درمیان واقع تھا۔ اس لشکر کی قیادت نفیل بن حبیب الخثعمی کر رہا تھا۔ بالآخر جملہ کتبِ تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ ابرہہ کا لشکر مقامِ مغمس تک پہنچا اور پڑاؤ ڈالا۔ جو مکہ سے پندرہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

(12) مغمس مقام پر پہنچ کر ابرہہ نے اسود بن مقصود حبشی کو خانہ کعبہ کی معلومات حاصل کرنے کے لئے فوج دے کر بھیجا۔ اسود واپسی پر وادی میں چرتے ہوئے چند اونٹ بھی ابرہہ کو خوش کرنے کے لئے ساتھ لے آیا۔ حضرت عبد المطلب کی ابرہہ سے ملاقات کہ وجہ اسود کی یہی حرکت بنی کہ آپ ابرہہ سے اپنے اونٹ واپس لینے کا مطالبہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ابرہہ پہلے تو مرعوب ہوا پھر محض اونٹوں کے مطالبہ پر کہنے لگا کہ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر آپ کو اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ جس پر حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے ان کا مطالبہ کرتا ہوں خانہ کعبہ کا مالک خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ سے ملاقات کے بعد واپسی پر حضرت عبد المطلب نے اہلِ مکہ کو بتایا کہ وہ جلد مکہ کو خالی چھوڑ کر قریب کی وادیوں میں چلے جائیں کیونکہ ابرہہ اگلے روز کے خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آنے والا ہے۔

(13) خانہ کعبہ پر حملہ کے لئے لشکر کی روانگی کے متعلق ابرہہ نے حکم دیا کہ سب سے پہلے ہاتھی نکالے جائیں پھر لشکر ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ مگر سب سے بڑا ہاتھی جو محمود نامی تھا وہ بیٹھ گیا اور الٰہی تصرف کے تحت خانہ کعبہ کی سمت میں چلنے سے انکار کر دیا مگر اس کا رخ کسی اور سمت میں کیا جاتا تو دوڑنے لگتا۔ اس ہاتھی کے بیٹھ رہنے کی وجہ سے لشکر کو تاخیر ہوئی اور ایک دن مزید رکنا پڑا۔ شام کو ابرہہ کو خبر ملی کہ لشکر میں شدید متعدی چیچک پھیل گئی ہے۔ اگلے دو روز میں لوگوں کی کثرت سے اموات کے باعث لشکر میں گھبراہٹ پھیل گئی۔

خود ابرہہ کو بھی چیچک نے آلیا باوجود اس کے کہ وہ مغمس مقام سے بھاگ کر یمن کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا اور اس کے سارے جسم پر چیچک کے آثار نمودار ہوگئے تھے۔ اسی مرض سے اس کی ہلاکت بھی ہوئی تھی۔ تاریخی کتب میں ابرہہ کی موت کے بارے میں بہت کچھ مبالغہ پایا جاتا ہے۔

ابرہہ کے لشکر میں چیچک پھیلنے کا مزید ثبوت درمنثور کی وہ روایت ہے جس میں حضرت عائشہؓ کی روایت آتی ہے کہ مکہ میں دو اندھے بھیک مانگ رہے تھے تو آپؐ نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں تو اس پر کسی نے بتایا کہ یہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے مہاوت ہیں۔ اب طب کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ چیچک ہی وہ مرض ہے جس سے اکثر لوگ اندھے ہوجاتے ہیں۔ مزید براں یہ کہ روح المعانی میں لکھا ہے کہ ابرہہ کے لشکر کو جو چیچک ہوئی تھی وہ ارضِ عرب میں پہلی چیچک تھی جو بطور سزا عذاب کی صورت میں تھی۔ (یمن میں چیچک کی مرض عام تھی)۔

واقعہ اصحاب الفیل آنحضرت ﷺ کی خاطر ہی ہوا تھا

(1) 2200 سال سے کسی نے مکہ پر حملہ نہیں کیا مگر جس سال آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے اسی سال اصحاب الفیل کا واقعہ پیش آیا۔

(2) اللہ نے محض دشمن کو ہی نہیں مارا بلکہ اسکی حکومت کو ہی مٹا دیا تا کہ آنحضرت ﷺ کے عالمگیر مشن کو دوبارہ ان سے کوئی خطرہ نہ ہو۔

(3) یہودیوں میں کثرت سے بنو اسماعیل میں 'وہ نبی' کی آمد کی خبریں گردش کرنے لگی تھیں جیسا کہ استثناء 18/18 میں مذکور تھا۔ اسی لئے بعض یہودی قبائل شام کو چھوڑ کر مدینہ اور خیبر میں آبسے تھے کیونکہ انکے اولیاء نے یہی خبریں دی تھیں کہ وہ نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے۔

(4) حدیثوں میں آتا ہے کہ قیصر روم نے ستاروں سے اندازہ لگا کر کہا کہ عنقریب نبی مختون پیدا ہونے والا ہے۔

(5) اہلِ عرب بھی محمد نامی نبی کے انتظار میں تھے جس کا ذکر برنباس کی انجیل میں ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ کی آمد سے قبل کثرت سے لوگ اپنے بچوں کا نام محمد رکھنے لگے تھے۔ (جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ محمد بن خزاعی کو ابرہہ نے اپنے ایلچی کے طور پر عرب رؤساء کو تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا)۔

پس یہود، عیسائی اور عرب قوم میں آنحضرت ﷺ کی آمد سے قبل آپ کا بے چینی سے انتظار تھا اور دیگر انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی آمد سے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قبل آپ کے دوستوں اور دشمنوں کی تیاریاں کروا رکھی تھیں۔ دوستوں میں وہ یہود، عیسائی اور عرب کے باشدے تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لے آئے جبکہ دشمنوں میں اول نمبر پر ابرہہ ہے جو خانہ کعبہ کو مٹا کر آپ ﷺ کے آنے کے راستہ کو ہی بند کرنا چاہتا تھا۔

اصحاب الفیل کے واقع میں لطیفہ یہ ہے کہ وہی قوم جس نے اس نبی کو گرانے کی کوشش کی تھی اسی قوم کے زیرِ سایہ نبی رحمت کی قوم نے پناہ لی تھی۔ یمن حبشہ کا صوبہ تھا اور یمن کا گورنر نجاشی کے ماتحت تھا یہ نجاشی وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اسی نجاشی کے زمانے میں ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا اور اسی نجاشی کے زمانہ میں ہی نبوت کے پانچویں سال اہلِ مکہ نے ہجرت کی اور اس کے پاس پناہ لی۔ خدا کی قدرت دیکھیں کہ اسی نجاشی کا لشکر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا اور اسی نجاشی نے ہی حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کو پناہ دی۔

اعتراض بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں کے زیر سایہ پلے بڑھے ہونے پر فخر کیا ہے۔ ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور حضرت محمد ﷺ کی جماعت نے بھی نجاشی کی حکومت میں پناہ لی تھی۔

مزید براں آنحضرت ﷺ اور حضرت موسیٰ کی مشابہتوں میں یہ بھی ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی ایسا ہی آپ ﷺ کی پرورش بنو ثقیف کے ہاں ہوئی جنہوں نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے لئے اپنے پاس سے راہنما دئے تھے تا کہ ابرہہ کے لشکر کو جلد خانہ کعبہ تک پہنچا دیں۔

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (الفیل 3)

تضلیل کے معانی ہیں گمراہی کی طرف لے گیا یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو ایسی راہ پر ڈال دیا جس کا حتمی نتیجہ گمراہی تھا۔

فی تضلیل کہہ کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس نے عیسائیوں کا منصوبہ صرف اس وقت باطل نہیں کیا جب وہ خانہ کعبہ پر حملہ کرنے آئے تھے بلکہ اس نے بعد میں بھی ایک عرصہ دراز تک ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور ان کی قوت کو محض اس لئے کچل دیا کہ آنحضرت ﷺ کو بڑھنے اور پنپنے کا موقع ملے اور آپ کی ترقی کے راستے میں کوئی روک نہ ہو چنانچہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائی ایک لمبے عرصہ تک مغلوب رہے پھر قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسائیوں کو دوبارہ غلبہ حاصل ہوا اور اب الٰہی فیصلہ کے مطابق مسیحیت کی دوسری شکست جماعت احمدیہ کے ہاتھوں مقدر ہے (ان شاء اللہ)۔

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (الفیل 4)

ابابیل کا لفظ Collective Noun کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس کے معانی ہیں (1)جماعت در جماعت (2) گروہ در گروہ(3) انسانوں، حیوانوں اور گروہ در گروہ گھوڑوں کے لئے بھی ابابیل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔عربی میں کہتے ہیں جاءت الخیل ابابیل یعنی گروہ در گروہ گھوڑے آئے کچھ یہاں سے اور کچھ وہاں سے۔

پس ارسل علیھم طیراً ابابیل سے مراد یہ ہے کہ چیچک سے اس لشکر میں سخت موت پڑی اور لاشیں میدان میں چھوڑ کر باقی لوگ بھاگ نکلے۔ اور چاروں طرف سے گدھ، چیل وغیرہ وہاں جمع ہو کر ان کی لاشوں سے نوچ کر گوشت کھانے لگے۔

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (الفیل5-6)

ترمیھم بحجارۃ من سجیل کے معانی عام محاورہ کے مطابق تو یہ ہیں کہ ان پر سجیل مارتے تھے لیکن معانی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کو سجیل پر مارتے تھے اور چونکہ مردار خور پرندوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ مردے کا گوشت لے کر پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں اور گوشت کو بار بار پتھر پر مارتے اور کھاتے ہیں۔ نامعلوم اس کو نرم کرتے ہیں یا اس کی صفائی کرتے ہیں۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مردار خور پرندے وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔ ابرہہ کا لشکر جب چیچک سے مر گیا تو مردار خور جانور اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ان کی بوٹیاں توڑ توڑ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔

اس کے بعد کیا ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **فجعلھم کعصف ماکول** اس نے انہیں دانہ کھائے ہوئے سٹے کی طرح کر دیا یعنی بھوسہ بنا دیا۔ پس ابرہہ کا وہ لشکر جو جنگی ساز و سامان کے لحاظ سے، منظم ہونے کے لحاظ سے اور عرب قبائل پر رعب ڈالنے کی غرض سے خانہ کعبہ کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے نکلا تھا اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی انسانی عمل دخل کے ان کو اس سٹے کی طرح کر دیا جس کے اندر سے دانہ کیڑا کھا جائے اور باقی صرف بھوسہ رہ جائے۔

قرآن کریم میں کوئی بات بطور قصہ نہیں آئی اس لئے سورۃ الفیل میں یہ عظیم الشان مضمون بیان کیا گیا ہے کہ خانہ کعبہ کا وہ خدا جس نے بغیر ظاہری ساز و سامان کے خانہ کعبہ کی حفاظت کے سامان پیدا کئے وہ ابراہیمی دعاؤں کے ثمر اور مقصودِ کعبہ (آنحضرت ﷺ) کے دشمنوں کو ضرور تباہ و برباد کرے گا۔ اس مضمون کی طرف اشارہ الم تر، کیف اور ربک کے الفاظ میں ہے۔اس کی عملی صورت غزوات النبی ﷺ میں سامنے آئی۔

اسی طرح سورۃ الفیل میں مسلمانوں میں یقین پیدا کرنے کے لئے یہ تعلیم سکھائی گئی ہے کہ اے مسلمان! کیا تجھے پتہ نہیں کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اگر تو جانتا ہے تو اس یقین پر قائم ہو جا کہ آج بھی تیرا خدا وہی ہے نہ تو وہ مفلوج ہوا ہے، نہ بوڑھا، نہ تو ناکارہ ہوا ہے اور نہ ہی اس کی طاقتیں ماری گئی ہیں۔ اس لئے یہ یقین رکھ کہ وہ خدا ہر مصیبت اور تکلیف میں تیری مدد کرنے پر قادر ہے اور اگر یہ ایمان پیدا ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت کسی قسم کی قربانی کرنے سے روک نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ محمد کا مددگار بنائے اور اس راہ میں درپیش ہر تکلیف اور مصیبت میں ہماری مدد فرمائے اور ہر آن ایسے کام کرنے سے بچائے جو اس کا غضب بھڑکانے والے ہوں اور مقصودِ کعبہ (ﷺ) کا حقیقی غلام بنائے رکھے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

دورے پر جانے سے قبل طوالو کے مبلغ نے بتایا کہ یہاں ایک عرصے سے بارش نہیں ہوئی اور پانی کا انحصار بارش پر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ دورہ پر جانے سے پہلے انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے خط لکھا کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ کہتے ہیں جب ہم شام کو طوالو پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے بہت زیادہ پریشانی کا ذکر کیا کہ اب پانی بالکل خشک ہو رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اسی دن رات کو نماز عشاء پر اعلان کیا کہ ہم نماز کا جو آخری سجدہ پڑھیں گے اس میں بارش کے لئے بھی دعا کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور رات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوئی اور اس کے بعد تین چار دفعہ بارش ہوئی جبکہ محکمہ موسمیات کے مطابق ایک لمبے عرصے کے لئے خشک موسم کی پیشگوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم جہاں بھی گئے لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ کے آنے پر یہاں بارش ہوئی ہے۔ چنانچہ کیتھولک چرچ کے بشپ اور فونافوتی قبیلے کے ایک بڑے چیف نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور جماعت اور آپ کے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں جو اس طرح غیر معمولی طور پر یہاں بارش ہوئی اور یہ بارش نہ صرف احمدیوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بنی بلکہ غیر از جماعت کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بنی۔

بعض جگہ بارش کا ہونا خدا تعالیٰ کی تائید اور قبولیت کا نشان بن جاتا ہے تو بعض جگہ بارش کا رکنا دعا کی قبولیت کا نشان بن جاتا ہے۔ اور غیر، چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 2018ء بحوالہ الاسلام)

10 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	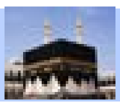	04:48	18:38
مدینہ منورہ	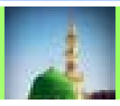	04:45	18:42
قادیان	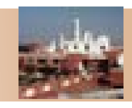	04:42	18:54
ربوہ	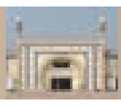	04:22	18:34
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:49	19:51